باسمہ تعالیٰ

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم

الحمد للہ 30 ستمبر 1998ء کو

مسجد بڑی میٹ مدراس میں گیارہ سال سے جاری تفسیر "درس قرآن" کا مبارک سلسلہ تکمیل کو پہونچا اور دور ثانی کا آغاز ہوا۔ اس مبارک ومسعود موقعہ پر منعقدہ عظیم الشان اور تاریخی اجلاس میں حضرت مولانا دامت برکاتہم نے نہایت اہم اور بصیرت افروز خطاب فرمایا جو بشکریہ تعمیر حیات مورخہ 25 نومبر 1998ء پیش خدمت ہے۔ اجلاس اور صاحبِ خطاب کے تعارف کے طور پر خطبۂ استقبالیہ بھی شاملِ اشاعت ہے

حاصل کرنے کا پتہ:

MASJID PERIAMET

CHENNAI - 600 003

www.abulhasanalinadwi.org

خطبۂ استقبالیہ

از

جناب الحاج ملک محمد ہاشم صاحب

﴿صدر انتظامیہ کمیٹی مسجد پیری میٹ، مدراس﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معزز حاضرین!.......................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اہل جماعت کی طرف سے مجھے کہا گیا ہے کہ میں حضرت مولانا مدظلہ العالی کا خیر مقدم کروں- اگرچہ میں اس کا اہل نہیں ہوں- پھر بھی جہاں تک ہو سکے کچھ گذارشات خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی صاحب زید مجدہٗ کا تعارف یہ بندۂ ناچیز کیا کرا سکے گا- کہاں حضرت والا دامت برکاتہم کی اعلیٰ اور طویل خدمات اور کہاں یہ تھوڑا سا وقت-؟ کیسے یہ ہو سکتا ہے-اس کے لیے تو گھنٹے چاہئیں، فرصت چاہیے، دفتر چاہیے-!

اس وقت دنیا کی کتنی یونیورسٹیاں ایسی ہیں جہاں حضرت کی ذات گرامی پر مقالے لکھے جارہے ہیں، Thesis لکھے جارہے ہیں، حضرت کی حیات وخدمات پر سیمینار کئے جارہے ہیں، علماء اور اسکالرس حضرت پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کررہے ہیں۔

حضرت والا نے دنیا کے مشہور علماء اور اکابر سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا ہے اور اس صدی کی علمی اور روحانی شخصیات- بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ -کے آپ محبوب اور منظورِ نظر رہے ہیں۔

جبھی تو آپ دنیا کے حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں آپ دنیا کی تمام علمی اور ادبی تنظیموں کے سر پرست، صدر یا ممبر ہیں-اور اس سے بڑھ کر کیا اعزاز ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے گھر (کعبہ کا دروازہ) کھلوانے کا شرف آپ کو بخشا، حالیہ تعمیر جدید کے موقعہ پر پورے عالم میں حکومت سعودیہ کی نگاہ اس عظیم خدمت کے لیے آپ پر پڑی اور آپ کو اس عظیم خدمت و شرف سے نوازا گیا!

آپ "رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ" کے ممبر ہیں، آپ "جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ،، کی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں آپ "نیشنل فاونڈیشن فار ٹرانسلیشن ریسرچ اینڈ اسٹڈیز تونس" کے رکن ہیں، آپ "مجلس تحقیقات اسلامیہ عمان" کے سر پرست اور ممبر ہیں، آپ "اسلامک یونیورسٹیز فیڈریشن مراکش" کے ممبر ہیں۔ آپ "عربی اکیڈمی دمشق" کے ممبر اور نگرانِ اعلیٰ ہیں **اور "ندوۃ العلماء لکھنو** کے آپ ہی روح رواں اور سربراہ ہیں، "آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ" کے آپ صدر ہیں، "فاؤنڈیشن اسٹڈیز اینڈ ریسرچ جرمنی" کے آپ سرپرست اور چیئرمین ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں قائم "سنٹر آف اسلامک اسٹڈیز" کے آپ چیئرمین ہیں۔

آپ سیکڑوں کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں، آپ ہی کی علمی سند اور اعتماد پر حکومتِ سعودیہ نے ترجمہ شیخ الہند کی لاکھوں کی تعداد شائع کر کے عظیم خدمت کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ کی سیکڑوں کتابوں کے دنیا کی تمام بڑی

زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں، دینی تمام شعبوں میں کوئی آپ کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا اندرون اور کیا بیرون۔ غرض پورے عالم میں آپکی خدمات کا پورا لوہا مانا گیا ہے۔

داخلی اور خارجی طور پر جب کبھی اس دین متین پر کسی بھی طرح کا حملہ ہوا اور ہوتا ہے تو آپ سب سے پہلے اس کی حفاظت کے لیے آگے بڑھتے ہیں جب بابری مسجد کا معاملہ صلاح و مشورہ کے ذریعے طے کرنے کا فیصلہ ہوا تو -آپ لوگوں کو شاید یہ بات معلوم نہیں کہ -آپ اس سلسلہ میں مدراس تشریف لائے اور کانچی پورم کے شنکراچاریہ سے مل کر کچھ تجاویز کے ذریعہ کسی طرح بابری مسجد کے اس متنازعہ مسئلہ کو باہمی طور پر حل کرنا چاہتے تھے، مگر اللہ کی مرضی کچھ اور تھی، بہت حد تک حل ہونے کے باوجود بھی اس میں آپ کی اور شنکراچاریہ کی جو تجویز پیش ہوئی تھی وہ نامنظور کر دی گئی۔ نہیں تو آج بابری مسجد کا جو حشر ہوا وہ کبھی کا اس سے پہلے ہی باہمی طور پر اس کا مسئلہ ہو سکتا تھا۔

اللہ رب العزت نے آپ کو بے شمار خصوصیات سے نوازا ہے۔ بڑے اعزاز اور کمالات عطا فرمائے ہیں۔ ہمارے لیے بڑی مسرت اور خوش نصیبی کی بات ہے کہ حضرت مولانا زید مجدہم جو تفسیر قرآن کریم کے اختتام کے اس مبارک موقعہ پر تشریف لائے، بے شمار مصروفیات اور ضعف کے باوجود حضرت والا نے ہماری ناچیز دعوت کو قبول فرمایا۔ ہم سبھی تہ دل سے حضرت والا کے بے حد ممنون اور مشکور ہیں۔ اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت آپ کی عمر اور صحت میں برکت دے اور تادیر آپ کے فیوض و برکات سے امت کو مستفیض فرمائے اور ہمیشہ سال میں دو تین مرتبہ شہر مدراس آپ تشریف لا کر ہمیں سعادت و شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کی ذات بابرکت بھی آج یہاں تشریف فرما ہے، آپ کو اللہ تعالی نے اپنی عظیم اور مقدس کتاب قرآن مجید کی خدمات کے لیے قبول فرمایا ہے، خصوصاً برادران وطن اور غیر اسلامی بھائیوں میں دین اسلام کا تعارف اور اشاعت کا کام آپ کے رات دن کا محبوب مشغلہ ہے۔ جگہ جگہ مختلف زبانوں میں اسلام کا تعارف، ترجمہ قرآن مجید کتابوں اور کیسٹوں کے ذریعہ اسلام کا تعارف کرانا آپ کی شان ہے۔ اللہ تعالی ان خدمات کو قبول فرمائے، ہم حضرت والا کے بھی بے حد مشکور ہیں۔

میری بڑی ناشکری ہوگی کہ اگر اس موقعہ پر حضرت مولانا قاری محمد قاسم صاحب دامت برکاتہم خطیب وامام مسجد بیری میٹ کا تذکرہ نہ کروں۔ آج کی یہ مبارک مجلس آپ ہی کی محنت و سعی کا نتیجہ ہے، گیارہ سال کی طویل مدت میں تفسیر قرآن مجید کا یہ مبارک سلسلہ آپ کی شان ہے۔

آج اس مبارک موقعہ پر جس میں ہم سب شریک ہیں اور ہر ایک بے انتہا خوشی و مسرت میں ڈوبا ہوا ہے، مگر ہم اس مبارک موقعہ پر ذرا ماضی پر نگاہ ڈالیں تو اس کے پیچھے صرف اور صرف حضرت قاری صاحب زید مجدہم کی شخصیت ہی نظر آئیگی۔

اللہ رب العزت ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور مزید اس سلسلہ کو تادیر آپ سے جاری وساری رکھے۔ آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العلمين.

ترے ضمیر پہ جب تک نہ نزول کتاب

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم
ناظم اعلیٰ ندوۃ العلماء لکھنؤ، صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ وَدَعَا بِدَعْوَتِھِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ہ

(الانبیاء آیت ۱۰)

ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم نہیں سمجھتے ؟

میرے دینی اور ایمانی بھائیو! میں سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مقدر فرمایا ، میسر بھی فرمایا اور مقبول بھی فرمایا اور اس کے آثار ظاہر ہیں کہ آپ کے اس شہر مدراس میں قرآن مجید کا درس ہو اور آپ کے سامنے پورا قرآنِ مجید اس کے معانی و تشریح پیش کی جائے۔

آپ کو اندازہ نہیں کہ اس سے اس شہر پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیا رحمتیں نازل ہوئیں، میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس شرف اس سعادت اور اس توفیق کی بنا پر معلوم نہیں کہ اس شہر سے کتنی بلائیں ٹلی ہوں گی اور کتنی نعمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمائی ہوں گی جن کا کوئی احساس نہیں کر سکتا احساس تو بڑی چیز ہے ادراک بھی نہیں کر سکتا۔

میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ موقع میسر فرمایا اور اسکی توفیق دی اور اللہ کے ایک مخلص بندے کی زبان سے ایک صحیح العقیدہ، صحیح الفہم، صحیح النسبت اور قرآن مجید پر نظر رکھنے والے ایک حافظ قرآن ایک عالم و قاری کی زبان سے آپ نے **قرآن مجید** کی تفسیر سنی اس پر آپ کو شکر ادا کرنا چاہیئے۔

میں سب سے پہلے آپ کو یہ مشورہ دوں گا اور آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ چاہے اپنے دل سے اور چاہے زبان سے اور چاہے دل و زبان دونوں سے اس کا شکر ادا کریں اور اس وقت بھی اس کو ذرا سا ذہن میں تازہ کریں اور اس وقت بھی اپنے دل سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اے اللہ تیرا فضل ہے، ہم اس قابل نہ تھے۔ **وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ أَنْ هَدَىٰنَا ٱللَّهُ** اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو کوئی ہدایت دینے والا نہیں تھا، تیری آسمانی کتاب، تمام صحف آسمانی میں سب سے معزز، سب

سے محترم، سب سے مُشرّف بلکہ مشرف شرف بخشنے والی کتاب اور ہم ناچیز بندے تیرے گنہہ گار بندے ہم دنیادار انسان، ہمارے شہر میں اس کو سنایا جائے، اس کی تشریح کی جائے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بڑے سے بڑا اعزاز اگر مدراس کو ملتا تو اس سے بڑا اعزاز نہیں تھا کہ قرآن مجید سارا کا سارا آپ کے سامنے پڑھا گیا اور اس کی تشریح کی گئی۔

اب میں آپ کے سامنے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کا حق اور اپنا فرض سمجھتے ہوئے آپ کو ایک خاص نکتہ اور ایک حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہوں' یہ قرآن مجید اپنے معانی' آسمانی مطالب' آسمانی مضامین اور روحانی مضامین اور معراجی مضامین اور مقدس مضامین کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے ایک آئینہ بھی ہے کہ ہم کو اس آئینہ میں اپنی صورت دیکھنی چاہئے کہ ہم کیسے نظر آتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ ہم نے تمھاری طرف کتاب نازل کی جس میں تمہارا تذکرہ ہے یہ بہت بڑی بات ہے۔ سوچنے کی بات ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہم نے ایسی کتاب نازل کی کہ جس میں تمہارا تذکرہ ہے' تو ہم کو اپنا تذکرہ تلاش کرنا چاہئے۔ ہم اس میں کس صف میں ہیں، کس گروہ میں ہیں، کس مرتبہ میں ہیں

اور اللہ تبارک وتعالی ہمیں اس کی کیا جزا دے گا۔ ہم نے اس کی کتنی قدر کی ہے۔ ہمیں اپنی صورت 'اپنا چہرہ اس میں تلاش کرنا چاہئے۔ ہمارا جو کردار ہے۔ ہمارا زندگی میں جو طرز عمل ہے اس کو اس کتاب کے نقطۂ نظر سے 'اس کتاب کے آئینہ سے اس کتاب کے چشمہ سے دیکھنا چاہئے اور معلوم کرنا چاہئے۔

میں آپ کے سامنے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ایک بہت بڑے تابعی تھے جن کا نام حضرت احنف بن قیس تھا۔ تابعی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنھوں نے ایمان کی حالت میں صحابہ کرامؓ کا زمانہ پایا اور صحابہ کرامؓ کو دیکھا ان کو تابعی کہتے ہیں 'صحابیت کے بعد سب سے بڑا شرف تابعیت کا ہے تو حضرت احنف بن قیس تابعی تھے اور اپنے قبیلہ کے بڑے سردار تھے۔ ۷۲ ھ میں ان کی وفات ہوئی وہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے یہ آیت پڑھی۔ **لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ** ہم نے تمھاری طرف کتاب نازل کی جس میں تمہارا تذکرہ ہے کیا تم غور نہیں کرتے ہو۔ کہنے لگے ارے ہمارا تذکرہ 'ہمارا تذکرہ **علی بالمصحف علی بالمصحف** 'قرآن شریف لاؤ۔ قرآن شریف لاؤ' میں دیکھوں گا کہ میرا تذکرہ کن الفاظ میں ہے اور مجھے کونسی جگہ دی گئی ہے 'کس گروہ میں مجھے جگہ دی گئی ہے اور مجھے کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اب قرآن شریف

ان کے سامنے پیش کیا گیا وہ اہل زبان تھے' عربی اللسان تھے' تابعی تھے' عالم تھے۔ انھوں نے ورق الٹنا شروع کئے۔ دیکھنا شروع کیا دیکھا تو کہیں ایسی تعریف تھی نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ (سورۃ المؤمنون آیت ۱ تا ٦)

وہ مؤمن کامیاب ہوئے جن کی نمازوں میں خشوع و خشیت طاری ہو گئی ہے اور جو لغویت سے اور ہر لغو کام سے اعراض کرتے ہیں اور جو زکوۃ دیتے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

انھوں نے یہ پڑھا اور کہا:

انی لا اجد نفسی فی ھؤلاء میں اس درجہ میں اپنے کو نہیں پاتا۔ میں اس میں نظر نہیں آتا پھر دیکھا۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا

(سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۳ تا ۶۶)

اللہ کے وہ بندے جو زمین پر ہلکے ہلکے چلتے ہیں دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل ان کے منہ لگتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بھئی معاف کرنا ہمارا اسلام قبول ہو اور جو اپنی راتیں اس طرح گذارتے ہیں، کبھی کھڑے ہیں اور کبھی بیٹھے ہیں، ساری ساری رات اس طرح گزر جاتی ہے۔

اسی طرح کی مؤمنین کی صفتیں انھوں نے دیکھیں اور انھوں نے کہا میں اپنے کو اس میں نہیں پاتا یہ تو بڑا اونچا گروہ ہے پھر قرآن مجید کھولا پھر بہت بڑے بڑے اولیاء اللہ کی اللہ تعالی نے جو صفتیں بیان کی ہیں، صحابۂ رسولؐ کی جو صفتیں بیان کی ہیں مجاہدین ابرار کی جو صفتیں بیان کی ہیں مؤمنین اظہار کی جو صفتیں بیان کی ہیں۔ اولیاء اللہ کی شان بیان کی ہے تو وہ ایک سچے باضمیر انسان تھے وہ دھوکہ نہیں کھاتے تھے۔ صاف کہہ دیتے تھے کہ میں اپنے کو اس گروہ میں نہیں پاتا۔ یہ تو بہت اونچا گروہ ہے۔ اب ایسی آیتیں اگر وقت ہوتا اور موقع ہوتا تو ایسے دس نمونے آپ کے سامنے پیش کئے جاتے کہ جہاں مسلمانوں کی۔ اہل ایمان کی، **صحابۂ رسولؐ کی** مجاہدین اسلام کی، عباد و زہاد کی بڑی تعریف کی گئی ہے لیکن وہ اپنے کو پہچانتے تھے اور اپنے کو پہچاننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کو بھی پہچانتے تھے۔ جو خدا کو پہچانے پھر

اپنے کو پہچانے وہی صحیح انصاف کی بات کر سکتا ہے۔ وہ تو یہ کہتے تھے کہ میں اس قابل نہیں ہوں میں تو اس میں نظر نہیں آتا۔

یہاں تک کہ جب ان کے سامنے یہ آیت آئی۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(التوبہ آیت ۱۰۲)

اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔ انھوں نے کچھ اچھے کام کئے اور بُرے کام بھی ان سے ہو گئے' ملے جلے کام ہیں' حسنات بھی ہیں' سیئات بھی ہیں' عبادات بھی ہیں اور کہیں کہیں تھوڑی لغزشیں بھی ہیں۔ ایک گروہ ایسا بھی ہے وہ ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

تو انھوں نے کہا کہ ہاں یہاں میرا تذکرہ ہے اور یہ میرا گروہ ہے یہاں ہماری تعریف کی گئی ہے **خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ** ہم ایمان لائے' ہم نمازیں پڑھتے ہیں' ہم رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور ہم زکوۃ بھی الحمد للہ دیتے ہیں جس کی توفیق ہوتی ہے' حج بھی ہم نے کئی بار کئے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ہماری زبان سے ایسی بات نکل جاتی ہے جو نہیں نکلنی

چاہیئے۔ نظر ایسی جگہ اٹھ جاتی ہے جہاں نہیں اٹھنی چاہیئے۔ کبھی کبھی غفلت ہو جاتی ہے، کبھی سو جاتے ہیں اور تہجد میں ناغہ ہو جاتا ہے تہجد قضا ہو جاتی ہے۔ کبھی کسی وقت بات کرنے میں ہم کو غصہ آجاتا ہے اور کسی کا حق ہے، ابھی تک ہم اس کو ادا نہیں کر سکے اور جیسی اللہ کے راستہ میں جدوجہد کرنی چاہیئے، اپنا سر کٹا دینا چاہیئے اللہ کے راستہ میں، اپنا خون بہا دینا چاہیئے جہاد فی سبیل اللہ میں وہ ابھی تک توفیق نہیں ہوئی۔

وہ اپنے خدا کو بھی پہچاننے والے تھے عارف باللہ بھی تھے۔ اور اپنے کو پہچاننے والے تھے عارف بالنفس بھی تھے۔ انھوں نے اپنا مقام پالیا اور اس جگہ کو دیکھ لیا جہاں وہ خود اپنے کو نظر آتے تھے۔ "وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ" کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا"۔ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا" اب اگر آپ غور کریں اپنے حالات پر میں آپ کے متعلق نہیں کہتا اور صفائی کے ساتھ اس کی جرأت بھی نہیں لیکن اپنے متعلق کہتا ہوں کہ میں اپنے کو تو یہی سمجھتا ہوں کہ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ "مجھے اپنے گناہوں کا اقرار ہے، اپنی کوتاہیوں کا اقرار۔ "خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا" کچھ اچھے کام بھی کئے ہیں کچھ کوتاہیاں بھی مجھ سے ہوئیں، لغزشیں بھی ہوئی ہیں دونوں ملی جلی ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بزرگ مقبول بندوں سے ملایا۔ **قرآن مجید کا** **درس لیا۔ مولانا احمد** علی صاحب لاہوری رحمتہ اللہ علیہ سے جو امامِ وقت تھے' امامِ تفسیر تھے' پورا قرآن مجید ان سے پڑھا۔ اول سے آخر تک امتحان دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عہد کے مقبول ترین بندوں سے اور اولیاء اللہ سے ملایا جن کے نام لئے گئے میرے تعارف میں اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا اور پھر اللہ تبارک **وتعالیٰ نے حج کی** بھی سعادت نصیب فرمائی اور یہاں تک کہ جو واقعہ بیان کیا گیا اور جس کو سن کر میں شرمندہ بھی ہوا۔ لیکن بہر حال یہ اللہ کی ایک نعمت تھی۔ کہ بیت اللہ شریف کا دروازہ میرے گنہگار ہاتھوں سے کھلوایا گیا۔ کہاں یہ بندہ خاکی و خاطی اور گنہگار اور کہاں وہ اللہ کا گھر کہ جس سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ قسم کھا کر اگر کوئی کہے کہ روئے زمین پر بیت اللہ شریف سے اونچی جگہ' مشرف جگہ' مکرم جگہ' معزز جگہ' مقبول جگہ نہیں تو بالکل صحیح ہے۔

یہ گنہگار ہاتھ' یہ ہندوستانی' ہندوستان کا مٹی کا ایک بنا ہوا یہ ہاتھ' یہ اور بیت اللہ شریف کو کھولے اور پھر اتنے بڑے عالم اسلام کے چیدہ و برگزیدہ لوگوں کی موجودگی میں' محض اللہ کا فضل ہے کہ اللہ کے کسی بندے کی دعا تھی۔ ہمارے آباء و اجداد سے کوئی عمل اللہ کو پسند آگیا کہ اللہ نے یہ رتبہ نصیب کیا۔ تو ہم آپ " **خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا** " میں

ہیں بس قرآن مجید کو اس نظر سے دیکھئے کہ آپ کا حلیہ اس میں ملے گا۔
یہ کوئی .مرقع نہیں ہے تصویر تو حرام ہے اسلام میں۔ اس میں تصویریں کیا ہوں گی۔ لیکن اس میں ایسی تصویریں ہیں جو تصویروں سے بڑھ کر ہیں' یہ تصویریں جو فوٹوگرافی کی تصویریں ہوتی ہیں یہ کیا ہیں یہ تو ایک دھوکہ ہیں اور یہ جسم جو خاک میں ملجانے والا ہے یہ کب تک قائم رہے گا اس کی کیا تصویر ہے اور اس مین کونسا جمال ہے۔

لیکن وہ تصویر جو اللہ تعالی کی کتاب میں آئے۔ جو حلیہ اللہ کی کتاب میں بیان کیا گیا ہو اس سے بڑھ کر کوئی تصویر ہو سکتی ہے نہ کوئی تشکیل ہو سکتی ہے' نہ کوئی انعام ہو سکتا ہے اور نہ کوئی تشخیص ہو سکتی ہے' تشخیص بھی اس سے بہتر نہیں ہو سکتی۔

بس میرے بھائیو! پہلے تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اللہ کا حقیقتاً شکر ادا کیجئے کہ اللہ تبارک و تعالی نے آپ کو یہ نعمت نصیب فرمائی کہ یہاں پر گیارہ سال بارہ سال کی جو مدت گزری اس میں قرآن مجید کا درس ہوا۔ اس کا ترجمہ ہوا اور حالات کو اس کی روشنی میں دیکھا گیا اور اس کو آئینہ کی طرح سامنے لایا گیا کہ دیکھ لو اپنی اپنی صورتیں۔ دیکھ لو اپنے اپنے چہرے کہ تم کون ہو کیا ہو' کس گروہ میں ہو۔

اللہ تعالی نے یہ موقع عطا فرمایا کہ آپ حضوری کے ساتھ اور

دھیان کے ساتھ اور صحیح نیت کے ساتھ اللہ تعالی کا اس پر شکر ادا کریں' اور اللہ کے جس بندے سے اللہ نے یہ کام لیا اس کا شکر ادا کریں۔ شکر خدا کا لیکن شکریہ اس کا بھی کہ اللہ تبارک و تعالی نے اس کے ذریعہ سے آپ کو قرآن مجید سنوایا۔ اس کا ترجمہ سنوایا۔ یہ بات اس لئے نہیں کہ یہاں پر ماشاءاللہ اتنا بڑا مجمع ہے۔ صرف یہ کافی نہیں بلکہ اس کے دل میں اس پر خوشی ہونی چاہئے اور شکر کا جذبہ ہونا چاہئے اور زبان پر بھی شکر آنا چاہئے کہ الحمد للہ الحمد للہ۔ اللہ نے ہم کو اس قابل سمجھا کہ اس ملک میں جہاں مسلمان اکثریت میں نہیں ہیں۔ یہاں دین خطرہ میں پڑ گیا ہے آئندہ مسلمانوں کی نسل خطرہ میں پڑ گئی ہے کہ یہ مسلمان رہتی ہے یا نہیں۔

میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر آپ سے یہ بھی اپنی اس حاضری کی قیمت وصول کرنے کے لئے اور اس کا شکر ادا کرنے لئے کہہ دیتا ہوں۔ میں آپ کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتا ہوں۔ بڑے غور کرنے کی ہے۔

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنۢ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَآئِكَ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ۝

سورۃ البقرہ آیت ۱۳۳

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے قرآن مجید کے پڑھنے والو اور سننے والو اور اے ایمان والو! کیا تم اس وقت موجود تھے. جب حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں' حضرت اسحٰق کے بیٹے ہیں جب ان کا اخیر وقت آیا تو ایسے موقع پر جمع ہوتے ہیں گھر کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے انتقال کا وقت آیا تو انھوں نے اپنے بیٹوں' پوتوں' نواسوں جو سامنے موجود تھے ان سے کہا کہ۔ "مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ بَعۡدِیۡ" میرے بیٹو' میرے پوتو' اور میرے نواسو' مجھے یہ بتادو' یہ اطمینان دلادو' قبل اس کے کہ میں دنیا سے رخصت ہوں۔ "مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ بَعۡدِیۡ" تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ اب کوئی شخص کہتا کہ ارے یہ پیغمبر زادے ہیں۔ انبیا کی اولاد ہیں ان کے بارے میں ذرا بھی شک نہیں کرنا چاہئے۔ یہ تو پیغمبر زادے ہیں۔ ان کی رگوں میں تو پیغمبروں کا خون ہے' ابراہیم علیہ السلام کا خون ہے' اسمٰعیل علیہ السلام کا خون ہے' اسحاق علیہ السلام کا خون ہے' یعقوب علیہ السلام کا خون ہے' بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے اور ان صاحبزادوں کو بھی' ان پیغمبر زادوں کو بھی کہنا چاہئے اور وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ دادا جان' نانا جان آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ آپ کو اس کے پوچھنے کی ضرورت کیا پیش آئی۔ آپ ہمارے بارے میں خطرہ میں ہیں۔ آپ کو ہمارے بارے میں شک ہے کہ آپ پوچھ رہے

ہیں، " مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِی " تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے ؟
قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا

ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اور ابراہیم کے معبود کی عبادت کریں گے اور اسمٰعیلؑ کے معبود کی عبادت کریں گے ہم نے دیکھا کیا ہے ہم نے اپنے بزرگوں کو کس کے سامنے سر جھکاتے دیکھا ہے ہم نے کس کو اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے دیکھا ہے اور کسی سے **مانگتے دیکھا ہے** کیا آپکو ہمارے ایمان کے بارے میں شک ہے ؟

آدمی کو جب کوئی چیز پسند ہوتی ہے اور وہ پیاری ہوتی ہے تو اس کے بارے میں شک ہوتا ہے۔ اطمینان چاہتا ہے۔

میں آپ سے یہ کہتا ہوں اس موقع سے اور اپنی حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور یہ قرآن مجید ہی کا پیغام ہے، میں قرآن مجید کی آیت کی روشنی میں کہہ رہا ہوں۔ آپ کو اپنی آئندہ نسل کی فکر ہونی چاہیئے کہ آپ کے یہاں گیارہ بارہ برس قرآن مجید کا درس ہوا۔ اور آپ میں سے بیسیوں اور سینکڑوں آدمی آتے رہے، سنتے رہے، کیا آئندہ بھی ہو سکے گا کیا ہماری اولاد میں قرآن کی یہ قدر ہوگی۔ کیا ان کے اندر ایمان کی یہ روشنی ہوگی۔ کہ اگر قرآن مجید کا یہ ترجمہ و تفسیر اس مسجد میں یا کسی مسجد میں ہو تو وہ اس کے لئے کام چھوڑ کر تفریح چھوڑ کر، کھانا پینا چھوڑ کر، آرام چھوڑ کر آئیں۔ اس

کی آپ کو فکر ہونی چاہئے اور اس کا اہتمام ہونا چاہیئے۔

اتنا کافی نہیں کہ آپ نے سن لیا۔ آپ کے زمانہ مین قرآن مجید کا درس دس بارہ برس تک برابر ہوتا رہا۔ اس کی تفسیر بیان ہوتی رہی۔ آپ آتے رہے، آپ کو آئندہ کے متعلق بھی اطمینان حاصل کرنا چاہیئے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا اور اس کی شکل یہ ہے کہ کلمۂ توحید اور اس کا مطلب بس اپنے بچوں کے دل میں اتار یئے، ان کے دماغ میں اتار یئے۔ زبان ہی پر نہیں۔ دل ودماغ میں اتار دیجئے۔ اور پھر اس کے بعد ان کی تعلیم کا انتظام کیجئے اسلامی مکتب ہوں، دینی مکتب ہوں، دینی مدرسے ہوں۔ دینی کتابیں ان کے سامنے آئیں اور وہ پڑھیں۔ اردو جانتے ہوں پھر اردو میں دینیات کی جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ الحمد للہ کسی اسلامی زبان سے کم نہیں ہوں گی۔ وہ سب کتابیں وہ پڑھ سکین، آپ اپنے ہاں ایسے کتب خانے اور دار المطالعہ قائم کریں، محلہ محلہ قائم کریں، مسجد مسجد قائم کریں اور ان بچوں کو اس کا شوق دلائیں، بس میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلے میں مبارکباد دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کا استحضار ہو یعنی اس پر آپ شکر ادا کریں محض یہ کافی نہیں کہ آج کچھ لوگ باہر سے آگئے ہیں۔ اور جلسہ میں ان کی تقریریں سنیں گے، آج قرآن مجید ختم ہوا ہے، اس کی تقریب ہے۔ نہیں بلکہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں یہاں سے جانے کے بعد بھی کہ اے اللہ تو نے توفیق دی ہمیں اتنا زندہ رکھا۔ اور ہمیں

اس کا موقع دیا کہ ہم نے تیرا کلام، تیرا کلام عالی، تیرا کلام معجز سُنا۔ ہمیں اس کی توفیق ہوئی اور پھر اس کے بعد اپنی آئندہ نسل کی بھی فکر کیجئے کہ یہ سلسلہ جاری رہے اوران کو بھی توفیق ہو اور ان کو بھی اس کا ذوق ہو۔ یہ نہیں کہ وہ جو جدید سیکولر تعلیم وایجوکیشن ہے۔ یہ غیر دینی جو تعلیم دی جارہی ہے پرائمری اسکولوں میں اور پھر اس کے بعد اسکولوں میں اور کالجوں میں اور پھر وہ جو لٹریچر شائع ہوتا ہے وہ سارا کا سارا بھرا ہوا ہے۔ یا تو اسلام پر حملوں سے یا اگر حملوں سے نہیں تو اسلام کو نظر انداز کرنے سے، اس کی تحقیر کرنے سے، اس سے استغناء برتنے سے کہ کوئی ضرورت نہیں، یہ زمانہ نہیں ہے اسلام کا وہ تو بہت پرانے زمانہ یعنی چھٹی صدی مسیحی میں آیا تھا۔ تو اس کی آپ کو اپنے بارے میں فکر رکھنی چاہیئے۔

آپ کو فرائض کی پابندی، حلال و حرام میں فرق اور قرآن مجید میں جن چیزوں کی فرضیت بیان کی گئی ہے ان کی پابندی اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے خاص طور پر شرک اور شرک کی جو تمام شکلیں ہو سکتی ہیں، مظاہر ہو سکتے ہیں جیسے غیر اللہ سے مانگنا۔ غیر اللہ سے اتنا ڈرنا جتنا کوئی خدا سے ڈرے اور غیر اللہ کی ایسی تعظیم کرنا جو اللہ کے لائق ہے اللہ کے لئے ہونی چاہیئے اور ان کو اپنا رازق سمجھنا اور ان کو اپنا مشکل کشا سمجھنا اللہ کے سوا کسی سے یہ جائز نہیں اور اس کی بالکل اجازت نہیں اور اس کا کوئی جواز نہیں۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہمارے عقائد بھی درست ہوں، اعمال بھی درست ہوں اور یہ سلسلہ قرآن مجید کے سننے کا، ترجمہ کے سننے کا، درس میں شریک ہونے کا، اس کی قدر کرنے کا، اس کی اہمیت سمجھنے کا اور اس پر اللہ کا شکرادا کرنے کا، فخر کرنے کا یہ آپ میں اور آپ کے بعد کی آئندہ نسلوں میں بھی جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکرانہ اس اللہ کی نعمت کے لائق عمل بس یہ ہے ۔ یہ نہیں کہ بس شریک ہوئے اور اس کے بعد زندگی آزاد گزر رہی ہے۔ وہاں درس میں سنا تھا کچھ، کررہے ہیں کچھ وہاں کچھ عقائد بتائے گئے تھے اور کچھ اعمال واخلاق سکھائے گئے تھے، یہ نہیں! بلکہ ہماری زندگیوں کو قرآن مجید کے سانچہ میں کم از کم اسلام کے سانچہ میں ڈھل جانا چاہیئے۔ ہمیں بالکل ایک نیا انسان بن کر نکلنا چاہیئے۔ جس کے عقائد بھی درست ہوں، جس کے اخلاق بھی درست ہوں، جس کی معاشرت بھی درست ہو، اور جس کا حال بھی درست ہو، اللہ سے ڈرنے والا، آخرت پر یقین رکھنے والا، ثواب کا حریص اور گناہ سے خائف اور اس سے لرزاں و ترساں اگر ہو چکا ہے تو اس سے توبہ کریں اور اگر نہیں ہوا ہے تو اس سے خائف رہیں۔ یہ سب قرآن مجید کے درس کی قیمت ہے۔ اگر کہنا صحیح ہو، درس کا احسان ہے، درس کا شکرانہ ہے۔ یہ سب چیزیں آپ میں پیدا ہونی چاہیئے۔ آپ کی زندگی کا سانچہ بدل جانا چاہیئے۔ آپ کا کیریکٹر بدل جانا چاہیئے

آپ کے عقائد قرآن کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہونا چاہئیے

میں باوجود اپنی بیماریوں اور اپنی کمزوری کے قرآن مجید کی عظمت کی وجہ سے، اس نسبت کی وجہ سے اور پھر جناب قاری محمد قاسم صاحب، اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے، ان سے جو تعلق ہے کہ ہمارے استاذوں کے خاندان سے انھوں نے استفادہ کیا ہے اور وہ بھوپال کے "اسی شہر کے رہنے والے ہیں جس شہر کے استاذوں سے ہم نے عربی سیکھی اور جن سے پڑھ کر ہم اس قابل ہوئے کہ ہم عربی پڑھ سکیں۔ بول سکیں، اور عربوں سے خطاب کر سکیں۔ تو ان دونوں چیزوں کا خیال کر کے میں حاضر ہو گیا ورنہ حقیقت میں

میں اس قابل نہیں تھا کہ لمبا سفر کروں اور کہیں دیر تک بیٹھوں اور زیادہ مجاہدہ کروں۔ اس لئے میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں معذرت کرتا ہوں اور آپ کو پھر مبارکباد دیتا ہوں اور پھر اس کی بھی دعوت دیتا ہوں کہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے۔ آپ کی زندگی بھر جاری رہے۔ اور آئندہ بھی جاری رہے اور اپنی نسل کو بھی اس کے لیے تیار کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين .

بہترین چھپائی کا واحد مرکز:

"گوھر پریس و بُک ڈپو" مدراس ۵